

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا  
لنا ندر

وَاللَّهُ مُتِمُّهُ

إِنَّ اللَّهَ لَغَيْرُ مَانِقٍ يُغَيِّرُ مَا بَالٍ أَنْفُسِهِمْ

انما هو القرية

Digitized by Khilafat Library

پیشگی قیمت لاء

ایضاً شیخ یعقوب علی تراب احمدی

خواص و معادن سے  
ہندوستان سے باہر  
غیر واسطی والوں سے  
ایک جماعت کے غیر مستطی  
دن و سیکرم امرنی والوں کو

ع  
ع  
ع  
ع  
ع

منب (۳) دارالامان کتب خانہ قادیان ۱۰۰۰ - تمبھ ۱۰۰۰ جلد (۱۸)

حضرت شیخ محمد عوف (رحمۃ اللہ علیہ) لاہور

ایام برکت و شرف

یہ جو کہیں کہیں  
تو اس نے اسے

حضرت جنتہ الشریعہ مولود علیہ السلام  
کے سفر پر پہلے تعلق جو مضمون ہم پر  
نور دکھاتا جاتا ہے اور جو اس کتاب  
سے شروع ہونا چاہئے تھا۔ اس کو پہلے  
پہلے یاد دہانہ کی اور سب سے پہلے  
سب سے حضرت آدمؑ کی وہ پہلی تقریریں  
پر غور لوگوں کے سامنے مختلف اوقات  
میں ہونی ہیں شائع کر دی جاویں۔  
کیونکہ اس سلسلہ مضمون میں شاید سب سے  
طلوٹ ہو جائے کیونکہ یہ ہے ابن تقریر  
کی اشاعت میں زیادہ دیر نہ جاوے۔  
(اثر طر)

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر

جوز ۲۸ - اگست ۱۹۴۸ء  
صبح کے سات بجے کے قریب  
فیروزہ ہزارے زیادہ فوج  
کے درمیان آپ کی فرامی

میں بعض ایسے دن مقرر کئے ہیں کہ وہ دن بڑی خوشی کے دن سمجھے جاتے ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ نے عجیب عجیب برکات رکھی ہیں جنہوں نے ان دنوں کو ایک جہتہ کا دن ہے یہ دن بھی بڑی مبارک ہے۔ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو جس کی کوید کیا اور اسی دن ان کی توبہ منظور ہوئی تھی اور یہی بہت ہی برکات اور خوشیاں اس دن کی مانگوں میں ایسا ہی اسلام میں دو عید ہیں ان دنوں کو خوشی کو بھی بڑی خوشی کے دن مانا گیا ہے اور انہیں بیکار عید برکات کہتے ہیں۔

لیکن

**یوم توبہ** | یاد رکھو کہ یہ دن بے شک اپنی اپنی  
عجیب مبارک اور خوشی کے دن ہیں  
لیکن ایک دن ہیں سب سے بڑھ کر مبارک اور  
خوشی کا دن ہے۔ مگر انیس سے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ  
یہ تو اس دن کا انتظار کرتے ہیں اور خدا کی خاطر  
دنہ اگر اس کی برکات اور خوبیوں سے لوگوں کو ملنا  
پہنچتی یا وہ اس کی پروا کرتے تو حقیقت میں وہ دن  
ان کے لئے جیسا ہی مبارک اور خوش قسمتی کا دن  
ثابت ہو تا اور لوگ اسے غنیمت سمجھتے۔

وہ دن کو خدا دن ہے یا جو جبر اور عیدین سے  
بہتر اور مبارک دن ہے؟ میں تمہیں بتاؤں

کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے جو میں سب سے  
 بہتر ہے اور میرے سے بڑھ کر ہے۔ کیوں؟  
 اس لئے کہ اس دن وہ بد اعمال نامہ جو انسان کو  
 جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے اور اندھی اندھ غصہ جہنمی  
 کے کہنے سے لارہ قہقام جو دیا جاتا ہے اور اس  
 کے لئے صحاف کروئے جاتے ہیں حقیقت میں اگر  
 سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کوئی خوشی اور عید  
 کا دن ہو گا جو ایسا ہی انجمن اور راجہ کی غصہ جہنمی  
 سے بہت دید ہے + توبہ کرنے والا کسبہ کہ جو بیٹے  
 خدا تعالیٰ سے دور اور اس کے غضب کا نشانہ بنا  
 ہوا تھا اب اس کے فضل سے اس کے قریب ہوتا اور  
 جہنم اور خدا اب اس سے دور کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔  
 اِنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ لِلنَّاسِ ذُنُوْبًا كَثِيْرًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ  
 بِلَا عِلٰكٍ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی تو پاک کرنے والوں کو دوست رکھتا  
 اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے  
 اس آیت سے زحرف ہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ  
 کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے بلکہ یہی معلوم  
 ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی ضرور  
 شرف ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا  
 ضروری ہے۔ ورنہ مری توبہ اور فقط کے تکرار سے  
 تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔  
 پس جو دن ایسا مبارک دن ہو کہ انسان اپنی گنہگار  
 سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجاہدہ معلوم باندھ لے  
 اور اس کے احکام کے لئے اپنا سر خم کر دے + تو کیا

...

شک ہے کہ وہ اس عذاب سے جو رشید و مہربان  
 برہمنوں کی پاداش میں عینہ سہرا تھا بچا یا جانے لگا  
 اور ہر طرح پروردہ چیز پائیا ہے جس کی کوئی آنکھ نہ دیکھ  
 اور امید نہ رہی تھی۔  
 تم خود تیار بن کر نکلے ہو اگر ایک شخص جب کسی پرے کے حال  
 کرنے سے بالکل بایوسی ہو کر رہے اور اس نے امید  
 اور یاس کی حالت میں وہ اپنے مقصد کو ہائے تھوڑی کس  
 قد غرضی حاصل ہوگی۔ اس کا دل ایک تانہ نہ لگ  
 پائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث میں اس کا  
 ذکر کیا گیا ہے احادیث و کتب سابقہ میں بھی  
 لگتا ہے کہ جب انسان گناہ موت سے بھڑکے  
 فوراً اپنی زندگی پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی زندگی  
 سے خوش ہوتا ہے۔ حقیقت میں خوشی و بات تو  
 ہے ہی کہ انسان گناہوں کے بیچ رہا ہو اور  
 گناہ اور موت پر غم سے دل نہ فریب ہو۔ عذاب  
 الہی اس کے کہا جائے کہ وہاں ہر گز نہ بچاؤ ابی ہر ان  
 اور بدکاروں کے جو اس عذاب و مجرما موجب ہمت  
 تو بہ کر کے خدا تعالیٰ طرف آجاوے۔ وہ وقت  
 خدا کی خوشی کا ہوتا ہے۔ اور انسان بے اختیار  
 کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں ہی ہٹا کہ وہ  
 کوئی بندہ تباہ ہو چاک ہو بلکہ وہی ہوتا ہے کہ اگر  
 اسے بندہ سے کوئی غلطی یا معزوری کی ظاہر ہوئی ہے  
 چھری وہ تو بہ کر کے امر میں داخل ہو۔  
 پس  
 یاد ہو کہ وہ دن جب انسان اپنے گناہوں سے توبہ



















جلی ہے جبرائیل ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا  
مشکل اور خطرناک عمل ہے۔ جو کسی طرح پر جیو نہیں  
سکتا بچا تاخیر میں ہے۔ سچی توبہ میں جب انسان  
سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے  
پچھلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ بہر اوستے نیک  
اعمال کی توفیق ملتی ہے۔ اسکی دعا مانگیں قبول ہوتی  
ہیں۔ خدا اس کے دوستوں کا دوست اور اس  
کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے اور وہ تقدیر  
جو شامت اعمال سے اس کے لئے مقرر ہوئی  
ہے وہ دوڑی جاتی ہے۔

اس امر کے دلائل بیان کرنے کی کوئی ضرورت  
 نہیں ہے کہ انسان اپنی اس مختصر زندگی میں  
 بلاؤں سے محفوظ رہنے کا بکھرا ہوا محتاج ہے اور  
 وہ چاہتا ہے کہ اپنی جائزین اور ویاضوں سے محفوظ  
 رہے جو تباہی و تباہی کی وجہ سے آتی ہیں۔  
 اور یہ ساری باتیں سچی توبہ سے حاصل ہوتی  
 ہیں پس توبہ کے نفاذ میں یہ ایک یہ بھی غامض  
 ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا حافظ اور نگراں  
 ہوتا ہے۔ اور ساری بلاؤں کو خدا اور مکرر توبہ  
 ہے۔ اور ان مصلحتوں سے جو دشمن اس کے لئے  
 تیار کرتے ہیں ان سے محفوظ رکھتا ہے اور اس کا یہ  
 فضل اور برکت کسی سے خالص نہیں بلکہ حقیر  
 بندے میں خدا تعالیٰ کے ہی میں ایسا ہر ایک شخص  
 جو اس کی طرف آتا ہے اور اس کے احکام اور  
 اوامر اور نواہی کرتا ہے وہ ہی ویسا ہی ہوگا۔  
 جیسے یہ شخص توبہ کر چکا ہے وہ ہر ایک توبہ کرنے  
 والے کو بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے اور اس سے نصرت  
 کرتا ہے۔ پس یہ توبہ ہر آج اس وقت کی ہے یہ توبہ  
 اور عید کا دن ہے اور یہ عید بھی عید ہے جو کبھی میر  
 نہیں آتی ہوگی ایسا نہ ہو کہ حق تعالیٰ سے خیال سے  
 ماتم کا دن بنا دو۔ عید کے دن اگر توبہ ہو تو کیا عید  
 توبہ ہے کہ دوسرے خوش ہوں اور اس کے عید  
 ماتم ہو موت تو سب کو ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ لیکن  
 جس کے عید کا دن موت ہو وہ کھنڈہ و سوار  
 ہوگی۔

تو وہ دلی بات ہے کہ جب انسان ایک نعمت  
کی قدر نہیں کرتا۔ وہ ضائع ہو جاتی ہے۔ دیکھو میں  
بیترون کی تم قدر کرتے ہو وہی کو صند دقتوں میں  
بڑی حفاظت سے رکھتے ہو۔ اگر ایسا کرو تو وہ ضائع  
ہو جاتی ہے اس طرح اس مال کا جو ایمان کامل  
سے جو رشہ چلائے گا اگر اس کو یہ اثر دل کے  
صند دقتوں میں احتیاط سے نہ رکھو گے تو ہم رائیگا  
اویسے جائیگا۔ یہی چر بہت ہی خطرناک ہے۔  
دوسرے چر جو اندر میری راتوں میں اگر نقب کھا  
ہیں وہ اگر نہ پکڑے جاتے ہیں اور سزا پاتے ہیں  
لیکن یہ چر ایسا ہے کہ اس کی عمر نہیں ہے اور  
ایسی پکڑا نہ جائیگا یہ اس وقت تک ہے جب گناہ  
کی شمار کی جائے جاتی ہے کیونکہ چر اور دشمنی  
میں دشمنی ہے۔ جب انسان اپنا منہ خدا کی طرف  
رکھتا ہے اور اسی کی طرف رجوع اور توجہ کرتا ہے

تو وہ روشنی میں ہوتا ہے اور شیطان کو کوئی موقع اپنی  
دستبرداری نہیں ملتا۔  
پس کہ کسکس کر دیکھ لیا ہے ہاتھوں میں ہمیشہ روشنی  
رہے اور غفلت نہ ہو کہ تو ہمہ جہاں شیعی اور سارے اندوختہ  
کے جہانوں اور برپا ہو جاؤ گے۔ اس لئے اس اندوختہ کو  
سمیٹا دیا اور اپنی راستبازی اور تقویٰ کے ہتھیار چلایا  
تو غفلت کا یہودیہ ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کے ضلالت  
ہو سکے کہ ہمہ جہاں نہ ہو۔ بلکہ اگر یہاں اندوختہ مٹا دیا جائے تو  
طاقت ہے اور ہمیشہ کی زندگی سے محروم ہو جاؤ گے۔

تنبیہ اور تبلیغ

میں نے کہا: "وہاں تک کہ خدا نے مجھ پر اپنی برکت لکھ لی ہے میں دیکھتا ہوں کہ بہت خطرناک دن آنے والے ہیں اس لئے ہر ایک شخص جو چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے غضب سے محفوظ رہے وہ اس وقت سے تیاری کرے جب تک غضب الہی نازل نہیں ہوتا اور اس کے آثار خود بخود نہیں ہوتے تو ہر شخص واجب الرحم ہوتا ہے لیکن جب آثار خود بخود جاری نہ ہوں تو اس کا نہیں ملتا۔"

بیت سے لوگ بیابان اور جزائر کرنے والے ہوتے  
ہیں وہ غوغائی سے کھر دیتے ہیں کہ ص بادبانیں جائز  
اور جیسے وغیرہ آئے ہیں ایسا ہی طاعون بھی ہے۔  
لیکن یہ ان کی برنجی اور شقاوت ہے جو ایسی جزائر  
پیدا ہوئی ہے وہ نہیں جانتے کہ یہ جزیرہ دنیا کی  
لشانی ہے جب جانیں دنیا میں آتی ہیں اور دنیا کو  
نہا کرتی ہیں۔ تو شامت اعمال سے نکالتی ہیں  
بیشے سے کٹا دھرتا آتا ہے اور بیشہ بن صورتوں  
میں ہی عذاب اور آفتی ہے اور ان گنہگاروں کے  
بدنے میں سزا دی گئی ہے۔ پھر ہم غوغائی اچھی نہیں  
اس کا نتیجہ بیشہ ہی مرگ ہے یہ وقت تو اب بیشہ  
رخدا سے قطع کرو اور پاک تبدیلی کرو۔ نہ یہ کہ غوغائی  
شرارت سے شر آؤ۔

یاد رکھو یہ علامتوں کی نظر مال عذاب الہی ہے۔  
وقت نازل ہوا ہے اس کو خیر مت سمجھو اس کا انجام  
خیر نہیں ہے خدا تمہارے کی کتابوں میں یہ ایک نشان  
قرآن کیا ہے۔ خدا تمہارے کے نشانوں کو جو خیر  
کے دیکھتا ہے وہ نقصان اٹھاتا ہے۔  
میں کہہ رہی ہوں کہ یہاں کہتا ہوں کہ اس عذاب کی  
کے لئے پس تو یہ اور پاک تبدیلی کی ضرورت ہے اور  
کے چاہے نہیں۔

میں اسی وقت سے اس کے لئے لیاری کروڑوں روپوں  
 کے اثاثوں سے بار آنا ہوا۔ میں یہ بات ہی بیان کرتا  
 رہتا ہوں کہ  
 مسیح موعود کے زمانہ کے بہت سے نشانوں میں سے دو  
 اہم نشان ہیں جن میں سے ایک آسمان پر ظاہر ہونا  
 ہے۔ دوسرا زمین پر۔

سماں کا نشان تو یہ تھا کہ اوس کے زمانہ میں رمضان  
کے مہینہ میں مقررہ تاریخوں پہ سورج اور چاند گولہ  
پہ گاہ۔ چنانچہ کئی سال گذرے یہ نشان پورا ہو گیا  
اور نہ صرف اس ملک میں بلکہ دوسری عربی امریکی  
یہ پورا ہوا۔

و دوسرا نشان بھی طاعون کا نشان تھا جو مینی  
ہے یہ نشان بین پر لکڑہ لگا دینے والا نشان  
نئی سال سے یہ علامت ملک میں نازل ہو رہی ہے  
لکھنؤ میں اس سے ظاہر کرتا ہوں کہ اچھی تک غفلت  
درہمشی اسی طرح ترقی پر ہے ۔

میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی کتابوں کے علم پر تیار ہے۔ آخر اس دشمن کی اس قدر شدت ہو جائیگی کہ وہ اس کے ساتھ مرجائیں گے۔ اور منہج یستیاں بالکل تباہ اور برباد ہو جائیں گی۔

یہاں تک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے میں دیکھتا ہوں کہ ابی بیت غفرانک دن آنے والے ہیں۔ اس لیے میں حیرانہ کو جو نشا ہے کتابوں کے دیکھو اس وقت ہر ایک نفس کو چاہئے کہ اپنے نفس اپنی بیوقوفی اور دشمنوں پر رحم کرے۔

میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ رجم کرنے والوں کو اپنا فضل کر دیتا ہے اور یہ عذاب بھی مل سکتا ہے  
پس جانتے کہ ہر شخص کو شش کوڑے اور تیرہ نو اور گیارہ  
بدلی کے ساتھ خدا تعالیٰ سے دعا میں رہتے۔

ایک اعتراض کا جواب | بعض لوگ

لوہے میں گرہا رہے سلسلہ میں سے یہی بعض آدمی  
ہوں تھے کہ میں اچھے مقررین کو دیکھنا  
پاؤں نہ سوت تو یہ مقررین کے لئے مقرر ہو اور انکی  
ذیل دن سب کو رہا ہے۔

اور طاغوتوں سے صحابہ میں سے بھی بعض تھیں۔  
کچھ مرنے موت سے تو ہمارے نہیں آئیں۔  
میں نے دیکھا کہ ان دنوں و مردہ سہارے ہیں لیکن  
میں نے موت پر اتنا رحم نہیں آتا جیسا اس موت پر  
کچھ کا کچھ تیار ہو جائے اور فضل تک جاوے۔ آپ  
نے اول نسبت قائم کر دیکر ایسی موتیں کن لوگوں  
پر ہوئی ہیں۔

س کے سوا یہ بھی یاد رکھ کر ہماری جماعت میں داخل ہونے والوں کا صحیح علم کہ وہ ایمان میں کس درجہ تک ہیں اللہ تعالیٰ ہی کہے۔ آپ وہ گناہ سے بھی زیادہ جماعت ہے۔ ہمیں ضرور یہ یاد رکھنا کہ کس کا ایمان ہے۔ البتہ قیاسی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ بعض کامل ایمان ہیں اور بعض واسطہ دہیہ کا ایمان رکھتے ہیں اور بعض ہی ناقص درجہ پر ہیں۔

ایمان کے تین درجے | اللہ تعالیٰ

سفر نامہ ہے  
 سندھ و ظالم لنفسہ و منہ و مقصد و قصد  
 سابق یا تخیلات - یعنی تین قسم کے مومن  
 ہوتے ہیں ایک تو عالم نفس ہوتے ہیں - جنہیں  
 گناہ کی آلائش موجود ہوتی ہے - بعض میاں تہ  
 اور بعض سراسر نیک ہوتے ہیں اب ہمیں کیا علم  
 ہے کہ کون کس درجہ اور مقام پر ہے - ہر ایک  
 شخص کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ الگ معاملہ ہے  
 جیسا کہ فی اس سے متفق رہتا ہے دیباہی وہ اس  
 سے معاملہ کرتا ہے - جہاں کہ ۲۴ الہیاتیات

یقین رکھتا ہوں کہ اللہ نے اسے ایمان دے گا  
کیونکہ مومن اور کافر کے درمیان ایک فرقان کہا  
جاتا ہے۔ قرآن شریف میں مومن سے وہ مراد ہے  
جسے کرمت نیاں ملے گی اس کی قبل و قال بعد و جو  
اور صحیح وہ ایمان کا کام کرے تو شام کو کھڑا کرے۔  
ایک فقرہ حرثیاق کا کہلاتا ہے اور دوسرا زبر کا  
بھی کہا جاتا ہے ایسے قصص کو وہ فرقان مومنین  
جو مومن کے مقرر کیا گیا ہے نہیں دیکھا جاتا۔ تم خود  
یہ سوچ لو کہ وہ مومنین جو پرہیز نہیں کرتے خواہ  
اوسکو کیسے ہی شفا بخش دے دے جادین اور وہ لئے  
یہ مجرب بانیوں نہ ہوں لیکن اگر وہ پرہیز نہیں کرتا  
تو وہ لئے اوسکو فائدہ نہیں پہنچاتے۔  
پس یہ حال بیعت کا ہے۔ اگر کوئی شخص بیعت  
کو کرتا ہے لیکن شرائط بیعت کو پورا نہیں  
کرتا اور اپنے اندر پاک عہد کی جو بیعت کا جس قصہ  
ہے نہیں وہ اپنے لئے وبال جان ہو جاتا ہے۔  
کامل الایمان کہ جسے اسکے ساتھ فرقان  
کہا جاتا ہے اگر یہ اختیار نہ ہوتا تو دنیا مباح ہو  
جاتی۔ اور خطہ اتھالے پر ایمان مشعل ہو جاتا۔  
اس قسم کے نشانوں سے ہی خدا تعالیٰ ہستی  
پر ایمان پیدا ہوتا ہے۔

اب میں پھر اس اعتراض کی طرف توجہ کرتا ہوں۔  
جو کہتے ہیں کہ عبادی جماعت میں سے بعض آدمی  
ظالموں کے مرے ہیں۔

اس بات کو قطبِ مذہب سے یاد رکھو کہ صحابہ میں سے جو بعض ظالموں سے شہید ہوئے وہ ان کے لئے عذابِ نہی بلکہ صحابہ کا کردہ بڑا ثواب اور ان کے لئے موجبِ شہادت ہوئی۔ دوسرے مصلح کے لئے اور ظالموں کی ہادی اور بربادی کا باعث ہوئی۔ یہی حق ہے اگر کسی مومن کو ظالموں جو ۲۷ دے وہ اس کے لئے شہادت ہے۔ اور دوسروں کے لئے تباہی کا موجب۔ ہاں جہ جیسا کہ پہلے بیان کیا ہے۔ مومن اور غیر مومن میں ایک امرِ فارق ہوتا ہے جس دنیا میں ہی اور آخرت میں ہی مومن کے ساتھ ایسے معاملات ہوتے ہیں کہ خدا جانے انکو ایک بین امتیاز عطا کرتا ہے اور انکو تباہ کرنا نہیں چاہتا۔ پہلی دوسری مثال ہے کہ انبیاءِ عظیم السلام پر ہی مصیبت آتی ہے اور دوسروں پر بھی ہوا کے مخالف ہوتے ہیں۔ انبیاءِ عظیم السلام بڑھتے ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں۔ اور دوسرے تباہ اور ذلیل ہوتے ہیں پس دوسروں کی طرح دھوکہ مت کھاؤ۔

وہاں اور رنگ ہے اور بیان اور رنگ ہے۔  
اس کے علاوہ میری خوب خور سے سنو کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت میں لڑائیاں ہوتی  
تھیں۔ اور وہ لڑائیاں عذاب کے رنگ میں آتی تھیں  
کیونکہ کا فر بار بار سوال کرتے تھے کہ آپ ہمیں تہری  
نشان اور معجزہ دکھاؤ کہ ہم پر سچے ہیں یا کھوٹے  
بار بار کے سوال پر ان کو وعدہ دیا گیا کہ میں  
تہری نشان دکھاؤں گا۔ اور وعدہ دیا گیا  
کہ وہ نشان آتا تھا۔ کہ وہ بار بار سوال کرتے







ایسی چیزیں دیاں دیں ہوں اور وہ پوری ہوئی ہوں  
یقیناً یاد رکھو کہ کسی مغربی یا کد اب سے ایسا سوچ  
نہیں کیا جاتا اور استعدائیت اور نرمی سے  
نہیں دی جاتی اگر کوئی ایسا مغربی یا کد اب  
پیش کیا جاوے تو ہم قبول کر لیں گے۔  
پھر ایسی ہی مفت کے منتقلی پر جتنی دینی  
نہی کہ ہر مخالفت کرنے والا اپنے منہ پر  
اور تجویزوں میں ناکام اور نامراد رہے گا  
خواہ وہ سرکاری ہو یا غیر ہو یا ایسے کوئی ہو  
اور اب تک واقعات سے اس امر کو سچا ثابت  
کر دکھایا ہے۔  
اور میں کہنے دل سے بیان کرتا ہوں کہ میں  
خدا تعالیٰ کی ان چیزوں اور ان مکافات  
پر جو میرے ساتھ رہتے ہیں ایسا یقین  
رکھتا ہوں جیسا کہ خدا کی دوسری کتابوں پر  
ایمان لاتا ہوں۔ اس نے میری سچائی  
سے کہ میں تجھے بت برکت دوں گا۔ جیسا کہ  
کہ بادشاہ میرے کپڑوں سے برکت دے گا۔  
وہ زمانہ خواہ کبھی آنے والا ہو۔ لیکن میں یقین  
رکھتا ہوں کہ اسی طرح ہوگا۔ اس زمانہ کے  
لوگ دیکھیں یا اُن کے بیٹے یا اُن کے بیٹے  
غرض ہوگا۔ ضرور میں سچ کہتا ہوں کہ  
لیک لفظ یا سند نہ ملے گا۔

غرض  
یہ نشانہ میں جنہر کرنا چاہیے۔ وہ کچھ  
دل سے سوچو کہ مغربی کو یہ تاثر نہیں ملے گا کہ  
میرے پاس لوگ میری کچھ دیتے ہیں کہ ہم  
نشانہ کو کیا کریں قرآن شریف کے خلاف  
مسائل پیش کئے جاتے ہیں۔  
مجھے اس کے والوں پر بھی افسوس آتا ہے  
کہ قرآن کا قرآن شریف پر ایمان ہوتا تو  
ہرگز ایسی بات نہ کہتے کہ میرے بار بار  
کیا ہے اور کتابوں میں خلاف کیا ہے کہ ہم  
قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں اگر کوئی شخص  
ایک آیت کا بھی انکار کرے وہ کراہ اور بیعتی ہے  
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے  
وہ کافر ہے مگر کیا کرے یہ لوگ نبی اسرائیل  
کی طرح جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کا انکار کیا نہیں ملتے اور انکار کرتے ہیں  
میں اور ان میں یہی اختلاف ہے  
کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ کتبہ  
یا علیہ اذی متوفیک وداغک الیٰ -  
کی ترتیب جو قرآن شریف میں ہے وہ نہیں ہے  
مگر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے کلام کی نسبت  
ایسا اعتقاد رکھنا یا گمان کرنا خطرناک ہے  
ادنیٰ اور خوبی ہے۔  
میں کہتا ہوں کہ اس آیت کی ترتیب صحیح ہے  
اور اسی لئے اسے یہ معنی ہیں کہ اے محمد  
میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف  
غیر اس کے نہ والا ہوں۔ مگر یہ لوگ اس  
ترتیب کو خطا (معاذ اللہ) ٹھہراتے ہیں۔

(عمر)

اور کہتے ہیں کہ داغک الیٰ -  
رافعک الیٰ السجاء الثانیہ -  
اور اس کے بعد متوفیک چاہئے۔ تو یا کہ ان کے  
اعتقاد کے موافق خدا تعالیٰ کو غلطی ملی ہو  
کہ تو میرا یا علیہ اذی متوفیک الیٰ السجاء  
الثانیہ و متوفیک اور کہنا یہ جوایت میں  
درج ہے۔ اب میں قرآن کو چھوڑتا ہوں اور اگر  
کے خلاف کہتا ہوں یا یہ خود کرتے اور کہتے ہیں۔  
انصاف سے بولو اگر یہ کتبہ نہیں تو کیا ہے۔  
ای برہم کہا جاتا ہے کہ قرآن کے خلاف ہے جس  
سچ کہتا ہوں کہ قرآن کی تریف ہے جس سے  
یہودیوں پر نسبت پڑی اور وہ سورا اور خدو  
یہودی جو تریف کرتے ہیں ان کے متعلق یہی  
فرمایا ہے یحییٰ بن النعمان عن معاویہ -  
اور جب ہم یہی کہتے ہیں کہ قرآن  
شریف پر تمہارا ایمان ہے۔  
میں زور سے کہتا ہوں کہ وہ دل خدا ترسوں  
اور اس میں توئی کا حق ہے۔ جو خدا تعالیٰ  
کے کلام میں توفیق لانا چاہتا ہے اگر تم  
سچ ہو اور تریف نہیں کرتے تو جہودہ حدیث صحیحہ  
کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے  
کہ رافعک الیٰ السجاء کی بجائے رافعک الیٰ السجاء  
اذا جہ جہاں اور یہ حق ہے ہے قرآن خریف  
میں جو کچھ ہے خطا ہے اور تم میں کچھ ہے  
ہرگز کوئی شخص اس حدیث صحیحہ پر قیادہ  
ہوگا۔

جب قدر صاحب یہاں موجود ہیں انہیں عرض  
جو اس کے میں وہ انصاف سے کہیں کہ اگر کوئی  
شخص شک کرے کہ کتبہ قرآن ہے تو وہ جہل بازی  
کا رنگ ہوتا ہے یا نہیں اور وہ اس جہل بازی  
کی سزا نہیں میں میں بھیجا جاتا ہے۔ یہ میرا انداز  
کیوں رو کر کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے کلام کو  
اسے شک کیا جاوے۔ خدا سے غور یہ بہت  
خطرناک دیر ہے۔ ان اگر سمجھیں میں کوئی  
حدیث درج ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اس طرح فرمایا ہے تو میں کہہ دوں میں نے  
لیکن اگر تم پیش کرنا اور نہیں کر سکو گے۔ تو یہ  
تقریر کے خلاف ہے۔ کہ جو کہہ دو اور دوسری  
خطبوں کو قرآن شریف کی شرح بنالوہم بار بار  
تم سے پوچھیں گے کہ تمہاری یا مسلم میں دکھاؤ  
کہ اس میں تمہارے کہ رافعک الیٰ السجاء الیٰ  
پڑھا کرو۔  
وہ جو ان باتوں پر غور کر دیر میرا یہ دعا نہیں کہ  
ہر ایک شخص بعض سوچے کہ وہ میرے ساتھ  
رکھتا ہے اور مقصد ہے اُس کے جوش کو بڑا دیا  
ہے۔ ہے اختیار بول اوپر۔ اللہ تعالیٰ بہتر  
جانتا ہے کہ بعض خدا تعالیٰ کے لئے کہتا ہوں  
انسان کی جو کوئی شے کہیں نہیں ہوتی ہے  
اس لئے میں متعجب کرنے کے لئے نہیں  
آیا ہوں۔ لیکن میں اپنے دل میں غلطی  
مجددی اور پہلانی کے لئے ایک جوش کہتا ہوں

جو خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا ہے اس لئے  
مجھے دل سے کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے اپنے  
پاس کلمات سے مجھے خبر دی ہے۔ مت سمجھو کہ  
میں یہ بڑا بڑا کہتا ہوں۔ بلکہ سچ کہتی ہوں  
ہے پس جلد بازی نہ کرو کہ جلدی صحیحہ پر پہنچنے  
سے روک دیتی ہے میں جانتا ہوں کہ بہت سے  
لوگ اپنے سینے اور دل کو تہمت نہیں دیتے اور  
یہ عرض کرتے ہیں میں گیا ہے کہ نہ لغت  
کی وجہ سے حق بات پر بھی غور نہیں کرتے اور  
یونہی کوئی بات سنی منہ پر جھباک آجاتی ہے  
اور پھر جو زبان پر آتا ہے کہہ دیتے ہیں مگر یاد رکھو  
یہ امر حق ہے کہ خلاف ہے متقی کی زبان  
طو رتی ہے کہ بغیر سوچے کچھ کوئی بات منہ سے  
نکالے۔  
میرا اس معاملہ اگر سمجھیں نہیں آتا تو طریق تقویٰ  
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا میں مانگو تاکہ وہ  
وہ خود تم پر اصل حقیقت کہہ دے۔  
خدا تعالیٰ کے کلام کی بے حرمتی نہ کرو ورنہ تم  
نجات نہیں مانگے گا ابدیشہ ہے۔ آج وقت  
ہے بصیرت سے کام لو۔  
قرآن شریف قانون آسمانی اور نجات کا ذریعہ  
ہے اگر تم یہ کہتے ہو کہ یہ بہت ہی سخت لگتا ہے  
جہ جہل بازی کا کہ تم یہودیوں اور عیسائیوں پر  
یہ اعتراض کرتے ہو اور پھر قرآن شریف کے  
سننے کی روایت ہے۔  
مجھے انداز میں افسوس اور توبہ آتی ہے۔ کہ وہ میرا  
جہل کتاب میں فی الواقع معرفت مہل میں وہ تو  
کو سبک کر کے قرآن شریف ثابت نہ ہو اور ہم خود کو  
کرتے کی فکر!!!  
دیجوا قرآن کرنے والا حبش اور یودی ہوتے  
اور خدا تعالیٰ کے کلام میں تریف کرنا میری  
اخترا ہے اس سے بچو۔

غرض  
قرآن شریف کی یہ آیت صاف طور پر مسیح کی  
وفات کا وعدہ دیتی ہے۔ اور جہودہ وحدہ  
اس آیت میں رافعک الیٰ سے شروع ہو کر آخر  
تک میں وہ ہمارے مخالف ہی مانتے ہیں کہ وہ  
ہو گئے جتنا کہ وہ سب بعد وفات میں پھر وفات  
کا انکار کریں کیا جاتا ہے۔  
علاوہ بریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمبر  
صادق ہیں جو مسلمان کہتا ہے آپ پر ایمان  
نہیں لانا اور آپ کو جہر صادق تسلیم نہیں کرتا  
وہ بڑی بد ذاتی کرتا ہے۔ آپ نے آؤ فرمایا  
ہے کہ جسے میں کہہ دوں اسے ایمان پر لکھی کے پاس  
دیکھا ہے اب کیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کی قہادت ہے یا نہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
در حقیقت وفات یافتہ ہے جہ زندہ ہے تو  
پھر اس سوال کا کیا جواب ہے کہ ایک وفات  
یا فتنہ سے کیا تعلق ہے؟ ان کی تو رد ہم بھی  
قبض نہیں ہوتی تھی۔ اوستے فہم کا آدمی بھی کچھ  
کتا ہے کہ وہ سے پاس تو مردی ہوکتا ہے

پھر یہ کیا ہو اگر مردہ کے پاس زندہ جی بٹھا؟  
یہ صرف اپنی ہی غلطی ہے وہ یہ کہی ہے کہ حضرت  
مسیح کی مروری کی جیسا کہ اس کے پاس کتبے میں جہو  
اللہ تعالیٰ نے اپنے حق سے یہی قرآن شریف  
سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں  
رویت سے ثابت کر دیا۔ جو اس قول اور فعل کو  
نہیں مانتا اسے پھر میں کیا کہوں۔  
ان دو گروہوں کے بعد اور کس گروہ کی حاجت  
سہ پھر یہاں تک ہی بات نہیں خود حضرت مسیح کا  
کا تو صاف اقرار ہی موجود ہے اور اس آیت  
فلا تو فلتنی کنت انت المر قیب حلیع ہم  
سے تو اس سارے قضیہ کا فیصلہ ہی ہو جاتا ہے  
اس آیت سے پہلی آیتوں میں اس بات کا ذکر ہے  
کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح سے قیامت کے دن سوال  
کرے گا کہ کیا تو نے کہا تھا کہ میری ماں کا دور جہو  
خدا بنا لو۔ حضرت علی نے اپنی بریت میں عرض کریں  
گے کہ میری لہجہ کمال ہی جو میں نے تسلیم دیتا۔  
میں تو جیسا کہ ان میں رہا انکو میری توحید ہی کی  
تسلیم دیتا رہا جو تو نے مجھے دی تھی لیکن جب تو نے  
مجھے کو وفات دیدی پھر تو انہیں نہ لگتا تھا  
اب غور کا مقام ہے کہ انی متوفیک میں جو وعدہ  
تھا وہ اس آیت فلا تو فلتنی سے پورا ہوتا ہے  
ماسوا کے یہ آیت حضرت مسیح کی موت اور  
اون کی دوبارہ آسمان کے متعلق ایک فیصلہ کن آیت  
ہے اور یہ اس قرآن کی آیت ہے جہاں حرف عرف  
معمول ہے اور جہلی حفاظت کا ذمہ وار طود و لیل  
ہے جب کہ اس نے فرمایا ہے انا نحن نزلنا  
الذکر وانا لہ لبعافظون۔  
افسوس مسلمانوں نے اس کتاب کی قدر نہیں کی!!!  
اس آیت میں مسیح علیہ السلام نے اپنی بریت  
دوسروں سے کی ہے اول تو یہ کہ میری زندگی  
میں جیسا کہ میں بڑے کہہ دوں میں انکو توحید کی  
تسلیم دیتا رہا۔ دوم جب مجھے وفات دیدی ہے  
کہیں نہیں۔  
اب تو مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح ہی تک زندہ  
ہیں تو صاحبو! پھر ان کے اس اعتراض کے موافق  
یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ابھی تک جیسا کہ بڑے  
بھی نہیں اور جو تعلیم وہ پیش کرتے ہیں وہ صحیح  
ہے حالانکہ یہ واقعات صحیح کے خلاف ہے۔  
عیسائی ضرور بگڑ چکے ہیں۔  
صاحبو اگر مسلمانوں کے اس خیالی عقیدہ زندہ  
آسمان پر جانے کو لیکر اور اس آیت کے موافق  
عیسائی مسلمانوں پر احترام کر رہا کہ ہماری  
تعلیم تمہارے اقرار کے موافق بڑی نہیں ہے  
تو کیا جواب ہوکتا ہے؟ کہیں کہ یہ امر تو حضرت مسیح  
کی زندگی سے وابستہ ہے۔ اور زندگی تسلیم ہے  
تو پھر دوسری تعلیموں کے انکار کے لئے کیا  
حد ہے!!!  
میں سچ کہتا ہوں کہ مسلمانوں کی خیر ہی میں ہے  
کہ وہ قرآن شریف پر ایمان لادیں اور وہ ہی  
ہے کہ سچ کی وفات پر ایمان لادیں۔















